ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

اعظم کمال کی رجوعی غزل :ایک نیا شعری تجربہ

AZAM KAMAL'S RUJUIE GHAZAL: A NEW POETIC EXPERIMENT

ڈاکٹر محمد شفیق آصف

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو یونیورسٹی آف سرگودھا

محمد عمیر آصف

پی ایچ ڈی اسکالر اردو الحمد اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد کیمپس

Dr. Muhammad Shafiq Asif
Assistant Professor, Department of Urdu, University of Sargodha.
Muhammad Umair Asif
PhD Scholar Urdu, Alhamd Islamic University, Islamabad Campus.

Abstract

Azam Kamal is a unique, ascetic and happy-minded poet. Many of his books have been published and become popular. He leaves an impression of his influence on the hearts of people. Azam Kamal is a talented poet. He has made a new experiment in the field of ghazal, which further broadens the scope of ghazal. There is a great need for new experiments in Urdu ghazal, and the new experiment that Azam Kamal has made in the form of the "Rujuie Ghazal" has further broadened the scope of Urdu ghazal. Azam Kamal has deviated from the technical and stylistic restrictions of ghazal, which is why his experiment is fresh and divers.

اردو غزل میں فکری وفنی تجربات دراصل جدید اردو نظم کی بدولت رونما ہوئے، ہر چند کہ غزل کی مستقل ہیئت اُس کے فنی ڈھانچے میں تبدیلی کی راہ میں حائل رہی تاہم وقت کے ساتھ ساتھ آزاد غزل جیسے تجربوں نے یہ ثابت کیا کہ ہر شعری ہیئت زمانی اثرات ضرور قبول کرتی ہے۔ اردو غزل کے تخلیقی سفر کو غزل مسلسل، مکالماتی غزل اور نثری غزل جیسی ہیئتوں سے آشنائی ہوئی تاہم اب تک غزل کے برابر مصرعوں اور مساوی اوزان کو ہی اہمیت دی جاتی ہے۔ ایسے میں معروف شاعر اعظم کمال کا "رجوعی غزل" یا "غزل نو" کا تخلیقی تجربہ ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔

اعظم کمال نے اپنے اس تجربے میں غزل کی مروجہ بحور واوزان اور غزل کے روایتی پیکروں سے انحراف نہیں کیا، تاہم اس کے باوجود ان کا یہ تجربہ بہت الگ اور منفرد نوعیت کا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر عاصی کرنالی رقم طراز ہیں:

اعظم کمال نے غزل کی فنی اور ہیئتی حدود وقیود میں مداخلت نہیں کی ورنہ یہ امر غزل کی طبع نازک پر گراں گزرتا، انھوں نے صرف یہ کیا ہے کہ " مطلع کے بعد اس کے مصرع ثانی کے جزو اول کو غزل کے ہر دوسرے مصرعے میں لاتے ہیں اور یہ عمل مقطع تک برقرار رہتا ہے۔" (۱)

اعظم کمال کے اس غزلیہ تجربے پر مزید بات کرنے سے قبل "رجوعی غزل" کی چند ہیئتی مثالیں ملاحظہ ہوں:

ساحلوں پر لوگ بیٹھے بولتے ہی رہ گئے
ساحلوں پر لوگ بیٹھے پوچھتے ہی رہ گئے

پانے والے پاگئے آخر حقیقت خضر کی

ساحلوں پر لوگ بیٹھے سوچتے ہی رہ گئے

اُس کے گھر میں دیکھتا ہوں چاندنی کے سلسلے
اُس کے گھر میں دیکھتا ہوں زندگی کے سلسلے

میرے گھر میں چھا گئے ہیں اب اندھیرے چار سو
اس کے گھر میں دیکھتا ہوں روشنی کے سلسلے

اعظم کمال نے نہ صرف اپنے اس غزلیہ تجربے کو مسلسل تخلیقی عمل کا حصہ بنایا بلکہ انھوں نے اس تجربے کے حوالے سے وقتاً فوقتاً اپنا نکتہ نظر بھی بیان کیا۔ اس ضمن میں ان کا کہنا ہے:

"اس تجربے سے غزل اپنی ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے نظر آ رہی ہے، جو طکہ تمام غزل گو شعراء کرام کے لیے خوش آئند ہے۔ قافیہ اور ردیف کسی بھی غزل کا حُسن ہوتے ہیں۔ میں نے اس حسن کو مزید نکھارنے اور نمایاں کرنے کے لیے غزل کے ہر شعر کے مصرع ثانی کی طرف رجوع کیا ہے اور اس کو جوں کا توں دہرا کر قافیہ تبدیل کرتے ہوئے مصرع اولیٰ کے ساتھ اس طرح
باندھا ہے کہ مصرع ثانی پر معنوی جہت کے حساب سے بالکل نئے مصرعے کا گمان ہوتا ہے۔ یوں میں نے اس نئی غزل کو ایک نئے نام "رجوعی غزل" سے موسوم کیا ہے۔" (۲)

اعظم کمال نہ صرف اپنے اس غزلیہ تجربے کو اپنے تخلیقی عمل کا حصہ بناتے ہیں بلکہ وہ اپنے ایک شعر میں "رجوعی غزل" کے تسلسل اور اس کے نشان راہ ہونے کی نوید بھی دیتے ہیں:

لے چلا ہوں، میں غزل کو ایک تازہ سمت میں
یہ نشان راہ ہو گی آنے والے وقت میں

اعظم کمال نے اپنے "رجوعی غزل" کے فنی تجربے کے زیر اثر لکھی گئی غزلوں کو غزل نو" کے نام سے کتابی صورت میں منصۂ شہود پر لانے کی کامیاب سعی کی ہے اور اب تک "غزل نو" کے تین ایڈیشن شائع ہونے کے بعد یہ احساس مزید گہرا ہوتا ہے کہ اعظم کمال کا یہ شعری تجربہ ایک کامیاب تجربہ قرار دیا جا سکتا ہے، کیونکہ انھوں نے گذشتہ تمام شعری تجربات سے ہٹ کر ایک ایسی راہ نکالی ہے جس میں نہ تو غزل کے روایتی ڈھانچے کو منہدم کیا ہے اور نہ ہی غزلیہ اشعار میں عروض و بحور کے روایتی حسن کو پائمال کیا ہے، بلکہ اعظم کمال نے اپنے اس شعری تجربے کی بدولت اردو غزل کو ایک نئے ذائقے سے آشنا کیا ہے۔ ڈاکٹر عبدالکریم خالد رقمطراز ہیں:

"تجربے کرنا اچھی بات ہے مگر وہ تجربہ اچھا ہے جو بات کو آگے بڑھائے اگر اعظم کمال کا تجربہ اچھا ہے اور اس سے غزل کے آئندہ امکانات میں اضافہ ہوتا ہے تو اعظم مال کے اس انداز کو قبول کرنے والے اور اسے اختیار کرنے والے بہت سے مل جائیں گے۔ بہر حال اس نئی اختراع کا سہرا اعظم کمال کے سر ہے اور اس پر وہ یقیناً ہماری داد کے مستحق ہیں۔"(۳)

وہ اپنی غزلیہ شاعری میں ہر غزل کے مصرع ثانی میں محض قافیہ کی تبدیلی سے ایک ایسا نیا جہانِ معنی آباد کر دیتے ہیں جو غزل میں تازگی کے ساتھ ساتھ فکری انفرادیت بھی پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ انھوں نے اپنی تمام غزلوں کے دیگر اشعار میں محض قافیوں کی تبدیلی سے غزل کی مستقل عمارت کو بھی برقرار رکھا ہے اور اس کی فکری ساخت کو ایک الگ اور منفرد منطقے میں شامل کر دیا ہے۔ میرے خیال میں ان کا یہ تخلیقی عمل ایک غیر معمولی شعری تجربے کے زمرے میں آتا ہے۔ اعظم کمال کے اس غزلیہ تجربے سے نئی نسل کے وہ تازہ کار شاعر بھی یقیناً استفادہ کریں گے جو غزل کے کلاسیکی قرینے میں رہتے ہوئے اپنی فکری اور فنی سلطنت میں نئی تبدیلیوں کے خواہاں ہیں۔
اعظم کمال کی "رجوعی غزل" کے چند اور نمونے ملاحظہ ہوں:

رات بھی راز دار ہوتی ہے

رات بھی آشکار ہوتی ہے

دیکھ کر ٹوٹتا ستاروں کو
رات بھی اشکبار ہوتی ہے

ہوئی ہے بے اثر اب دھوپ ساری
دیا گھر کا تمازت چاہتا ہے

کبھی ہو گی سحر بھی اس نگر میں؟
دیا گھر کا ضمانت چاہتا ہے

اب کون آئے گا اس بستی ہیں
کیوں نکھرے نکھرے سے رہتے ہو

یہ بات طے ہے کہ کسی بھی شعری تجربے کی کامیابی کا فیصلہ آنے والا وقت کرتا ہے۔ تاہم اعظم کمال کا "رجوعی غزل" کا تجربہ کیسا ہے اس کا حتمی فیصلہ بھی آنے والا وقت کرے کیونکہ غزل کے میدان میں ہونے والے یہ تمام تر تجربے مسلسل ایک ایسی روایت کا حصہ بنتے جا رہے ہیں جو آخر کار غزل کی لمحہ بہ لحہ بدلتی ہوئی ارتقائی منازل سے ہمکنار ہوں گے۔ پروفیسر آل محمد سرور رقم طراز ہیں:

"غزل کا آرٹ اشاروں کا آرٹ ہے اور یہ اشارے بڑی بڑی داستانوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں" (۴)

اعظم کمال کو یہ بھی امتیاز حاصل ہے کہ ان سے پہلے کسی غزل گو شاعر نے غزل میں اس نوعیت کا شعری تجربہ نہیں کیا اور یہاں ایک بات اور بھی قابل ذکر ہے کہ بظاہر یہ جتنا آسان عمل معلوم ہوتا ہے دراصل یہ اتنا ہی مشکل عمل ہے، کیونکہ غزل کے ہر مصرعے میں محض قافیہ کی تبدیلی سے بالکل ایک نئے مضمون کا اہتمام و التزام یقیناً ایک مشکل کام ہے۔ اعظم کمال نے اپنے اس تجربے کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے اردو غزل کے ان تمام فنی قوانین کو بھی ملحوظ خاطر رکھا ہے جو اردو غزل کی روایت کا مستقل حصہ ہیں۔ سید سبط حسن لکھتے ہیں:

"میں تو سمجھتا ہوں کہ غزل ایک تفریحی صنف ہے۔ مقصدی اور تعلیمی اغراض کے لیے شعراء کو ہمیشہ غزل کو ترک کرنا پڑا ہے۔ جب کوئی بڑا فلسفۂ حیات یا مسئلۂ حیات پیش کرنا ہو تو نظم کہیں جاتی ہے" (۵)

اعظم کمال کی رجوعی غزل پڑھ کر یہ احساس فزوں تر ہو جاتا ہے کہ غزل ایک جامد صنف سخن بالکل نہیں ہے بلکہ اس کے فکری و فنی قرینے میں رہ کر افکار تازہ کی نہ صرف توقع کی جا سکتی ہے بلکہ اسے عملی طور پر بھی غزل کے قالب میں کامیابی سے ڈھالا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں ہم اعظم کمال کے ہاں نئے نئے مضامین اور موضوعات کو کثرت سے دیکھ سکتے ہیں۔

ہم عمر بھر اک شام کے قیدی رہے
ہم عمر بھی اک جام کے قیدی رہے

خوب صورت اک جہاں ہے زندگی
خوب صورت اک زماں ہے زندگی

میں نے نوحے لکھ ڈالے ہیں
میں نے قصے لکھ ڈالے ہیں

کس لیے سسکیوں میں زندہ ہوں
کس لیے آنسوؤں میں زندہ ہوں

آؤ مل کر شام کی باتیں کریں
آؤ مل کر رام کی باتیں کریں

میں عجب موسموں کا قیدی ہوں
میں عجب فاصلوں کا قیدی ہوں

معروف شاعر حمایت علی شاعر رقمطراز ہیں:

"اعظم کمال کی رجوعی غزل اردو ادب میں ایک خوبصورت اضافہ ہے۔ غزل کے میدان میں ایک عرصے کے بعد بغیر کسی ہیئت کی تبدیلی کے ایک اچھا تجربہ دیکھنے کو ملا"(٦)

عصر حاضر میں اعظم کمال کی "رجوعی غزل" اس لیے بھی ایک قابل قدر شعری تجربہ ہے کہ انھوں نے کسی بھی جگہ غزل کے اصل مزاج کو مجروح کیے بغیر اس کے تمام تر فکری و اسلوبیاتی قوانین کو بھی برقرار رکھا ہے اور غزل کے معاصر شاعروں کو ایسا منفرد راستہ دکھایا ہے جس پر رواں دواں ہو کر وہ جدید اردو غزل کو مزید ثروت مند کر سکتے ہیں۔

حوالہ جات

١۔ عاصی کرنالی، ڈاکٹر، (دیباچہ) مشمولہ "غزل نو (رجوعی غزل)" از اعظم کمال کمال پبلشرز: حیدرآباد، جنوری 2004ء
٢۔ اعظم کمال، "اپنی بات"، "غزل نو (رجوعی غزل)" کمال پبلشرز: حیدرآباد، جنوری 2004ء
٣۔ عبدالکریم خالد، ڈاکٹر، "اعظم کمال کی شاعری اور طرزِ نو" مضمون مشمولہ، بک ڈائجسٹ، جلد ١٨، اگست ٢٠٢١ء شمارہ ٤، ص ٣٩
٤۔ آل احمد سرور، ڈاکٹر، "مجموعہ تنقیدات" الوقار پبلکیشنز، لاہور، 1996ء ص 38
٥۔ سید سبط حسن، "اردو غزل کا مستقبل" (سمپوزیم) مشمولہ نقوش (غزل نمبر) فروری ١٩٥٦ء
٦۔ حمایت علی شاعر، "رجوعی غزل، ایک دلکش، تجربہ" مضمون مشمولہ، بک ڈائجسٹ، جلد ١٨، اگست ٢٠٢١ء شمارہ ٤، ص ٥١